قیمت: ۴۰ روپے
پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

خواتین کا اسلام

1092
بدھ 8 شوّال 1445ھ مطابق 17-اپریل 2024

دور اندیشی

مدعا وفا کیا ہے!

زکوٰۃ کے نصاب کیلئے فون پر رابطہ کر سکتے ہیں
Zaiby Jewellry
SADDAR
021-35215455, 35677786 zaiby_jewellery Zaiby_jewellery
zaiby.jeweller@gmail.com Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

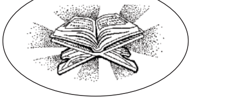

متفرق نہ ہوجانا

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور متفرق نہ ہوجانا اور اللہ کے اس احسان کو یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمھارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچالیا، اس طرح اللہ تمھیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(سورۂ آل عمران: آیت ۱۰۳)

الحدیث

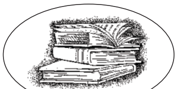

تفرقہ شیطان کو پسند ہے!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر مختلف جماعتیں بھیجتا ہے، جو جماعت سب سے بڑا فتنہ اٹھاتی ہے اسے وہ اپنے قریب جگہ دیتا ہے، اس کا ایک کارندہ آکر اپنی کارستانی سناتا ہے لیکن ابلیس کہتا ہے کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا، پھر دوسرا آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں مسلسل کوشش میں لگا رہا یہاں تک کہ میں نے میاں بیوی میں جدائی ڈال دی۔ ابلیس اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بہت اچھے ہو۔''

(مسلم)

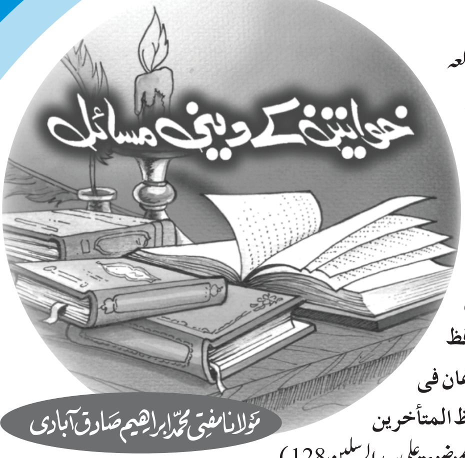

ایک حدیث کی تحقیق:

سوال: حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات کا مطالعہ کررہی ہوں۔ اس میں ایک حدیث لکھی ہے: اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور!'' جب تمھیں اپنے کاموں میں پریشانی ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو!'' کیا یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے؟ (ایک بیٹی۔ بہاول پور)

جواب: نہ صحیح ہے نہ ثابت ہے، بلکہ موضوع ہے۔ بزرگوں کی طرف منسوب ہر بات درست نہیں ہوتی۔ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور، قال الامام الحافظ محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیۃ فی کتابہ اغاثۃ اللھفان فی مصایۃ الشیطان انہ موضوع و کذا قال غیرہ من الحفاظ المتأخرین و منھم العلامۃ العجلونی۔ (تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعۃ علی سید المرسلین 128)

نماز کے مسائل:

سوال: (1) چار رکعت فرض یا سنت میں تیسری رکعت کے بعد بھول کر کوئی بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ لے، پھر یاد آنے پر اٹھ کر چوتھی رکعت پڑھے تو سجدہ سہو سے نماز ہوجائے گی یا دہرانی پڑے گی؟

(2) اگر فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد بھول کر سورت پڑھ لی تو نماز کا کیا حکم ہے؟

(3) چار رکعت سنت میں آخری دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

(4) نماز پڑھتے ہوئے قعدہ اخیرہ میں نیند آگئی اور کچھ یاد نہ رہا کہ کیا پڑھا ہے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

(5) اگر نمازی دوران نماز کوئی چیز سوچتے ہوئے کچھ دیر کے لیے خاموش ہوجائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟ (عائشہ صدیقہ۔ ساہیوال)

جواب: (1) سجدہ سہو سے نماز ہوجائے گی، دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (2) نماز ہوگئی، سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں، (3) سجدہ سہو کرلے، نماز ہوجائے گی۔ (4) بیدار ہوتے ہی تشہد درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے، اگر کچھ پڑھے بغیر سلام پھیر دیا تب بھی نماز صحیح ہے۔ بشرطیکہ کم از کم تشہد پڑھنے کا یقین یا ظن غالب ہو، ورنہ نماز کا اعادہ واجب ہوگا۔ (5) اگر سوچتے سوچتے تین تسبیح کی مقدار گزر گئی تو سجدہ سہو واجب ہے، ورنہ کچھ نہیں۔

خنثیٰ کا حکم:

سوال: اگر مخنث میں عورتوں کی علامات زیادہ ہوں تو عورتوں میں اس کا آنا جانا اٹھنا بیٹھنا جائز ہے؟ عورتوں کو اس سے پردہ ہے یا نہیں؟ ایسی ہی ایک مخنث بے حجاب عورتوں میں تقریریں کرتی پھررہی ہے کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ وہ ڈاڑھی بھی منڈاتی ہے۔

(معلمہ جامعۃ الطیبات۔ گوجرانوالہ)

جواب: مخنث (جو مرد ہونے کے باوجود قصداً اور تکلفاً زنانہ چال ڈھال اختیار کرے) تو تمام احکام میں مرد ہے۔ اس سے عورتوں کو پردہ ہے اور اگر خنثیٰ (ہیجڑا) ہے تو اس کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اس میں مردوں کی علامات غالب ہوں تو یہ حکماً مرد اور عورتوں کی غالب ہوں تو عورت ہے۔ سوال میں تصریح ہے کہ یہ شخص ڈاڑھی منڈاتا ہے پس یہ حکماً مرد ہے۔ مرد بھی ڈاڑھی منڈا فاسق، لہٰذا اس سے عورتوں کو پردہ ہے۔ عورتوں میں اس کا آنا جانا حرام ہے، اگر خنثیٰ دین دار اور صالح ہو تو پردہ میں بیٹھ کر خواتین اس کا بیان سن سکتی ہیں۔ قال فی التنویر فان بلغ و خرجت لحیتہ او وصل الی امرأۃ او احتلم فرجل (ردالمحتار 6/727)

قمیص اتار کر نماز پڑھنا:

سوال: میرے والد صاحب کو گرمی بہت لگتی ہے، اس لیے وہ گرمیوں میں قمیص اتار کر صرف شلوار میں نماز ادا کرتے ہیں، یا کبھی اوپر دوپٹہ اوڑھ لیتے ہیں۔ اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟ (ایضاً)

جواب: شلوار اگر ناف سے اوپر رکھی جائے تو بغیر قمیص کے بھی نماز ہوجاتی ہے لیکن مکروہ ہوتی ہے۔ (اور چادر یا دوپٹہ اوڑھنے سے بھی کراہت ختم نہیں ہوگی) اگر اس کی مستقل عادت بنالی جائے تو کراہت مزید بڑھ جائے گی، اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔

☆☆☆

آئینہ گفتار

تبع تابعین کے گلِ سرسبد!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج اتفاق سے ایک مضمون سامنے آ گیا۔ مشہور بزرگ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا گیا تھا۔ پہلے بھی حضرت کے کئی پُراثر واقعات پڑھے تھے مگر تفصیلی سوانحی مضمون پہلی بار پڑھا تو دل کی کلی جیسے کھل سی گئی۔ خصوصاً آپ کے کچھ اشعار پڑھ کر تو دل بے ساختہ اش اش کر اٹھا۔

حضرت ابن مبارک زمرۂ تبع تابعین کے گلِ سرسبد ہیں۔ آپ کی زندگی اسلام کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ دینی غیرت، شوقِ جہاد، فیاضی، نرم خوئی، دنیا سے بے رغبتی اور امت کی خیر خواہی آپ کی سوانح حیات کے جلی عنوانات ہیں۔

آپ کے بہترین اوصاف میں سب سے نمایاں وصف دین کے لیے شجاعت و بہادری کا اظہار ہے۔ آپ بے خوف وخطر شوقِ شہادت سے لبریز میدان جہاد میں اترتے اور شجاعت کا بے مثال مظاہرہ فرماتے۔ ایک جنگ کا قصہ لکھا ہے کہ جنگ کا میدان سجا تو ایک کافر جوان آگے بڑھا اور مسلمانوں کو للکارا۔ مسلمانوں کی صف سے ایک جوان اپنے چہرے پر کپڑا باندھ کر نکلا اور اس کا کام تمام کر دیا، ایسے ہی دو کافر اور نکلے، جن کا کام بھی تمام کیا، اس کے بعد اس نے مسلمانوں کے لشکر میں آ کر چہرہ کھولا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ ابن مبارک ہیں۔

آپ کے جن اشعار کا ابتدا میں ذکر ہوا وہ بھی دراصل ایک جہادی ترانہ ہی ہے جس میں آپ نے اپنے ہم عصر بزرگ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کو نصیحت کرتے ہوئے جہاد کی اہمیت وفرضیت اور شوق شہادت پر کچھ اشعار لکھے ہیں۔ آج غزہ کے مبارک احوال سامنے ہیں تو بے ساختہ دل چاہا ہے کہ حضرت کے یہ اشعار مع ترجمہ قارئین کو اس صفحے پر پڑھوائے جائیں، سو پڑھیے اور کیجیے اپنا دل ٹھنڈا۔

یَا عَابِدَ الْحَرَمَیْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا
اے حرمین شریفین کے عابد! اگر آپ ہم مجاہدین کو دیکھ لیں

لَعَلِمْتَ اَنَّکَ فِی الْعِبَادَۃِ تَلْعَبُ
تو آپ جان لیں گے کہ آپ تو عبادت کے ساتھ کھیل رہے ہیں

مَنْ کَانَ یَخْضِبُ خَدَّہٗ بِدُمُوْعِہٖ
اگر آپ کے آنسو آپ کے رخساروں کو تر کرتے ہیں

فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ
تو ہماری گردنیں ہمارے خون سے رنگین ہوتی ہیں

اَوْ کَانَ یُتْعِبُ خَیْلَہٗ فِیْ بَاطِلٍ
اور لوگوں کے گھوڑے فضول کاموں میں تھکتے ہیں

فَخُیُوْلُنَا یَوْمَ الصَّبِیْحَۃِ تَتْعَبُ
مگر ہمارے گھوڑے تو حملے کے دن تھکتے ہیں

رِیْحُ الْعَبِیْرِ لَکُمْ وَنَحْنُ عَبِیْرُنَا
عنبر وزعفران کی خوشبو آپ کو مبارک ہو، جبکہ ہماری خوشبو تو

رَہْجُ السَّنَابِکِ وَالْغُبَارُ الْاَطْیَبُ
گھوڑے کے کھروں سے اڑنے والی مٹی اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا پاک غبار ہے

وَلَقَدْ اَتَانَا مِنْ مَّقَالِ نَبِیِّنَا
ہم آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرمان سناتے ہیں

قَوْلٌ، صَحِیْحٌ صَادِقٌ لَا یَکْذِبُ
ایسا فرمان جو بلاشبہ درست اور سچا ہے

لَا یَسْتَوِیْ غُبَارُ خَیْلِ اللہِ فِیْ
(مفہوم ارشاد نبوی) ’’جمع نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ کے راستے کی مٹی

اَنْفِ امْرِیٍٔ وَدُخَانُ نَارٍ تَلْھَبُ
اور جہنم کی بھڑکتی آگ کسی شخص کی ناک میں‘‘

ھٰذَا کِتَابُ اللہِ یَنْطِقُ بَیْنَنَا
یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے درمیان اعلان فرما رہی ہے کہ

لَیْسَ الشَّھِیْدُ بِمَیِّتٍ لَا یَکْذِبُ
شہید مردہ نہیں ہوتا، یہ فرمان بلاشبہ سچا ہے

راوی کا بیان ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ یہ اشعار پڑھ کر رو پڑے اور فرمایا کہ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بالکل سچ فرمایا۔

سبحان اللہ! دین کا چوٹی کا عمل جہاد اور دیگر عبادات کے باہمی تقابل کا جو حسین نقشہ آپ رحمہ اللہ نے کھینچا ہے، وہ کیسا بے مثال ہے۔

بلاشبہ اعمال میں موازنہ اور تقابل نہیں ہوتا۔ جس وقت رب تعالیٰ کا جو حکم ہو، وہ پورا کرنا ہی افضل ہے، لیکن اس وقت جب جہاد وقت کا امر ہو، مسلم امہ پر فرض ہو، تب بھی کچھ لوگ عجیب عجیب تاویل کریں اور ہر دینی خدمت کو ’’جہاد اکبر‘‘ قرار دے کر قتال سے نہ صرف خود جان چھڑاتے ہوں بلکہ دوسروں کو بھی روکیں تو پھر تقابل اسی دوٹوک انداز میں بنتا ہے!

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کوئی چھوٹے آدمی تو نہ تھے۔ اپنے زمانے کے صف اول کے عابد، زاہد اور حرمین شریفین کو اپنی عبادت اور آہ وزاری سے آباد رکھنے والے اور جہاد میں بھی پیش پیش رہتے تھے مگر ایک مردِ قلندر نے انھیں نصیحت کی تو آپ نے کس انداز سے داد تحسین فرمائی! اللہ رب العزت دین کے چوٹی کے عمل کی حقیقت ہمارے دل میں بھی اتار دے، آمین!

والسلام
مدیر مسئول
محمد فیصل شہزاد

مدیر اعلیٰ : مفتی فیصل احمد
مدیر : انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان
مدیر مسئول : محمد فیصل شہزاد

’’خواتین کا اسلام‘‘ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زر تعاون: اندرون ملک 2000 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے، دو میگزین 28000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جا سکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

آخر کو ایک روز کرے گی نظر وفا!

جویریہ سعید

صاحبو! میرے عزیزو! ذرا کچھ دیر کو رکنا۔

اِس مشکلات سے بھری زندگی میں جس میں سب خفا اور تھکے ہوئے پھرتے ہیں، مجھے ایک محبت بھرا خیال بانٹنا ہے۔

ویسے تو یہ میرا بہت ذاتی تخیل ہے، مگر آج آپ کو بھی شریک کر لیتے ہیں۔ کیا یاد کریں گے۔

کبھی غور کیا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے بارے میں سوچیں تو بس مشکل مشکل، ڈرانے والے، غصے اور خفگی والے خیالات ہی کیوں آتے ہیں؟

وہ حساب لیں گے، ہم دامنِ یزداں پکڑ کر شکوے کریں گے۔ ہم کہیں گے آپ نے 'یہ' اور 'وہ' ہم سے چھین لیا اور وہ ہماری برائیاں دِکھائیں گے، ہمیں ڈانٹیں پڑیں گی وغیرہ وغیرہ!

لیکن کیا ہو اگر شک اور لاعلمی کا فائدہ دے دیا جائے۔ مثلاً ہمیں موقع ملے تو یوں کہیں کہ دیکھیے میرے پیارے اللہ میاں! سچ یہ ہے کہ ہم نے کوشش تو بہت کی مگر بہت اچھا اِس لیے نہیں ہوا کہ بھئی ہمیں پتا بھی تو نہیں تھا۔

ہم نے کوشش کی تو مگر مسائل بھی تو اتنے گھمبیر تھے کہ سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ بالکل صحیح رویہ کیا ہو؟

آپ نظر بھی تو نہیں آتے تھے۔ بات بھی نہیں کرتے تھے۔ کتنی دعائیں کی تو تھیں، پوچھا بھی تھا اتنی مرتبہ، اک ذرا سا کان میں کہہ دیتے۔

اور جب ہم تو منمنا رہے ہوں، منہ بسور رہے ہوں تو وہ مسکرا کر فرشتوں کو دیکھیں اور پھر کچھ فرشتے آگے بڑھ کر کہیں:

"اِس طرف آیئے، اونچی چھت اور شیشے سے زیادہ شفاف دیواروں والے ہال میں رکھے سرخ مخملی صوفوں پر کشنوں کے سہارے بیٹھ جایئے۔"

اب آپ کو ٹیوٹوریل دیا جائے گا کہ آگے اِن الجھنوں سے متعلق گفتگوؤں اور ملاقاتوں کی نوعیت اور شیڈول کیا ہوگا؟

ہائے ہائے کیسا ہو اگر ذرا نرمی رکھی جائے اور کسی اچھے والے سپروائزر کی طرح کسی کمپلیکیٹڈ موضوع پر بات ہو؟

کچھ سپروائزر باقاعدہ کافی پر لے جاتے ہیں اور وہاں بات کرتے ہیں۔

کچھ کہتے ہیں آؤ ذرا واک کرتے ہوئے یہ کیس ڈسکس کریں۔

کچھ کہتے ہیں کہ تم پریزینٹیشن بنا کر لاؤ، تم کو سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو۔

پھر غور سے سنتے ہیں، تعریف اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں، پھر اصلاح کرتے ہیں اور ہم جن کا تجربہ اور علم ان کے مقابلے میں کم ہو، وہ اپنی اصلاح پر بھی خوش ہوتے ہیں۔

کچھ آپ کے سوالات پر اِس قدر زبردست گفتگو کرتے ہیں کہ آپ کمرے سے نکلتے ہوئے دیر تک سرشاری کے عالم میں رہتے ہیں۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے......؟

میرے تصور میں زندگی کے بعد موت اور اللہ کریم سے ملاقات کا ایسا حسین اور رومانوی تصور تھا، جس کی وجہ سے مجھے مرنے سے ڈر کبھی نہیں لگا بلکہ سوچتی رہی کہ اسی لیے نیک لوگ شوق سے انتظار کرتے ہیں! بلکہ مجھے اندازہ ہوا کہ پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی لیے ہمیشگی کی زندگی کا انتخاب نہیں کیا۔

جاتے وقت فرما رہے تھے: "اللهم الرفيق الاعلى"۔

اے اللہ! اے عالی شان والے رفیق!

یعنی رات بہت تھے جاگے، اب صبحِ وصل ہے۔

دیدار و ملاقات کی تمنا اور پیچیدہ مسائل پر ان سے کلام کا موقع!

ہائے براہِ راست تسلی اور تعریف سننا کیسا حسین ہوگا ناں؟

ہائے یہ خیال تو اتنا پیارا ہے کہ مجھے کبھی کبھی لگتا ہے کہ خودکشی کو منع اس لیے بھی کیا گیا کہ موت کے بعد ایسی حسین ملاقاتوں کا یقین ہو تو کوئی جیتے رہنے کو تیار نہ ہوگا۔

گویا بچے کو کہا جائے کہ آپ کو کیک یا کھلونا دوں گی تو ظاہر ہے، بچہ بھاگے گا لینے کو، پھر کہا جائے، نہیں انعام لینے کے لیے پہلے کھیل کھیلنا ہوگا اور صحیح سے پوری توجہ اور شوق سے کھیلنا ہوگا، ورنہ انعام نہیں ملے گا۔

خودکشی سے منع کرنے کی دوسری وجہ تو ظاہر ہے، مشکل سے فرار، اور خدا اور اپنے آپ سے مایوسی۔ یہ باتیں نہ نفسیاتی طور پر صحت مند حل ہے، نہ سماجی اور نہ ہی مذہبی۔

مشکل ہی تو کھیل کا اہم ترین حصہ ہے۔

تو میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ سے ایسا بدگمان کیوں ہوتے ہو؟

جب وہ کسی چیز کو منع کرتے ہیں تو ہمیشہ الٹا کیوں سوچتے ہو کہ وہ سخت ہیں، ضرور نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، خوش نہیں ہوتے۔

لاجواب

خلیفہ ہارون رشید بڑے حاضر دماغ تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے پوچھا:

"آپ کبھی کسی بات پر لاجواب ہوئے ہیں؟"

انہوں نے کہا۔ تین مرتبہ ایسا ہوا کہ میں لاجواب ہو گیا۔ ایک عورت کا بیٹا مر گیا اور وہ رونے لگی۔ میں نے اس سے کہا کہ "آپ مجھے بیٹا سمجھیں اور غم نہ کریں" اس نے کہا: اس بیٹے کے مرنے پر کیوں نہ آنسو بہاؤں۔ جس کے بدلے خلیفہ میرا بیٹا بن گیا۔

دوسری مرتبہ مصر میں کسی شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا، میں نے اسے بلوایا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے معجزات تھے۔ اگر تو موسیٰ علیہ السلام ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ اس نے جواب دیا کہ موسیٰ نے تو اس وقت معجزہ دکھایا تھا جب فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا تو بھی یہ دعویٰ کر تو میں معجزہ دکھاؤں گا۔

تیسری مرتبہ لوگ ایک گورنر کی غفلت اور کاہلی کی شکایت لے کر آئے۔ میں نے کہا وہ شخص تو بہت نیک اور ایماندار ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ پھر آپ اپنی جگہ اسے خلیفہ بنا دیں تاکہ اس کا فائدہ سب کو پہنچے۔

(سمیرا وقاص۔ لاہور)

☆☆☆

مجھے لگتا ہے کہ وہ مسکراتے ہیں، اور کہتے ہیں: ''ذرا صبر کر کے مقابلہ تو کرو مشکل کا پھر پتا چلے گا کہ میں نے یہاں کیا کیا فائدے دینے ہیں......!''

اور بعد میں زندگی میں تو وہ مزے ہیں کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

سوچیے، آپ جنت کے سبزہ زاروں میں گھنی چھاؤں والے درختوں کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں، پھر سفید سنگ مرمر کے دالانوں میں داخل ہوجاتے ہیں۔ ساتھ میں اللہ رب العزت کے مسلسل ہونے کا احساس ہے۔

آپ بولتے ہیں، وہ سنتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں اور آپ بس مبہوت ہو کر سنے جاتے ہیں۔

پھر کسی جھرنے کے پاس بیٹھ کر آپ مختلف الجھنوں پر اپنی پریزینٹیشن پیش کرتے ہیں۔

وہ پوری توجہ سے سنتے ہیں، تعریف کرتے ہیں، پھر آپ کو اس علم اور فہم سے نوازتے ہیں جس سے آپ اس سے پہلے واقف نہ تھے اور جو صرف اُن کی عنایت ہی سے ممکن ہے۔

سوچیے اس ملاقات کی بعد جب گھر جا رہے ہوں گے تو کیسی سرشاری کی کیفیت ہوگی؟

خوشی سے پاؤں رکھتے کہیں ہوں گے، پڑتا کہیں ہوگا۔

آپ ہی آپ ہی مسکراتے ہوں گے۔ کبھی زمین کی طرف اور کبھی آسمان کی طرف اور پھر بات بے بات کھلکھلاتے ہوں گے۔

کبھی آنکھیں میچ کر اس منظر کو ایک بار پھر تصور میں کھینچ کر لاتے ہوں گے۔

کچھ سوچ کر آپ کے گال گلال ہو جاتے ہوں گے اور لب مسکراتے ہوں گے۔

کبھی کبھی آپ سے برداشت نہ ہوتا ہوگا اور خود کلامی کے دوران آواز ایسی بلند ہو جائے گی کہ ارد گرد جنت والے چونک کر دیکھتے ہوں گے۔

پھر سب معنی خیز نظروں سے دیکھ کر مسکرائیں گے۔

ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کریں گے۔

''لگتا ہے وہیں سے آ رہے ہیں موصوف!''

کوئی منچلا ہاتھوں کا بھونپو بنا کر چلا کر کہے گا:

''مبارک ہو! آج تمھارا خاص دن تھا نا!؟......اُن سے ملاقات ہوگئی؟''

کوئی راز شناس ہنس کر اپنے ساتھی سے کہے گا:

''جو اُن سے مل کر آتا ہے، اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔''

تو میرے عزیزو! لگے رہتے ہیں یار! ہمت نہیں ہارتے۔ کچھ ایسا ہی سوچتے ہیں۔

ایسے ہی تو قرآن کریم میں اُن کے لیے بشارت نہیں ہے جو:

'اپنے رب سے ملاقات کا شوق رکھتے ہیں اور اس کے وجہ کریم کے دیدار کی خواہش کرتے ہیں۔''

کون کون سے اشعار یاد آ رہے ہیں، آئے ہی جا رہے ہیں، کیا بتاؤں؟

آخر کو ایک روز کرے گی نظر وفا
وہ یار خوش خصال سر بام ہی تو ہے

☆☆☆

رمضان المبارک کے لمحات کو قیمتی بنانے کے لیے...... دعاؤں کا مجموعہ

مستند مجموعۂ اوراد و وظائف

(رمضان ایڈیشن)

★ فضائلِ رمضان مع مسائلِ رمضان
★ مختلف قرآنی سورتوں کے فضائل
★ فضائلِ دعا، ستر استغفار، چہل ربّنا
★ جادو ٹونہ وغیرہ سے حفاظت کی دعائیں
★ عافیت، غم و پریشانی سے راحت، نماز وغیرہ سے متعلق دعائیں اور جمعۃ المبارک کے اعمال

صرف 950/-

خود بھی مطالعہ کیجیے اور متعلقین کو تحفے میں دے کر کتاب دوست بنائیے۔

بیت العلم (الوقف)

رابطہ نمبر: 0309-2228089، 0321-8566511 برائے تجاویز: 0322-2583196

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

۱۸

جبین چیمہ

''بس میری بہن! ہمیں یہ جنگ خود ہی لڑنی اور خود ہی جیتنی ہے کہ جہاد میں ہار کا تو تصور ہی کوئی نہیں۔''

قاسم نے حلیمہ کے سر کو تھپکا، اور اسے اصرار سے زیتون اور خبزہ کھلانے کی کوشش کرنے لگا۔ محمد بھی اپنی پیاری خالہ کی دل جوئی میں مصروف تھا۔ وہ بھی کبھی محمد کو ساتھ لگا کر پیار کرنے لگتی تو کبھی قاسم کی دل ہی دل میں نظر اتارنے لگتی۔

وہ جنوبی غزہ کے قریب پہنچ چکے تھے، تب قاسم کی جیب میں موجود آلہ تھرتھرانے لگا اور وہ اچانک پریشان نظر آنے لگا:

''کیا ہوا قاسم......؟!'' حلیمہ نے پوچھا۔

''مجھے ابھی جانا ہوگا۔ میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اور اس کے بعد اپنے کمانڈر اسامہ کے۔'' قاسم نے بڑی بہن کے سر کو بوسہ دیا اور محمد کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگا۔

''میں اگر زندہ بچ کر آ گیا تو ہم مل کر ان گلیوں اور جگہوں پر ضرور جائیں گے جہاں ہمارے والدین چلے پھرے تھے اور اگر میں نہ آسکا تو قاسم! تمھاری حلیمہ خالہ تمھارے سپرد۔ محترم استاد اسامہ آپ دونوں کو غزہ تک پہنچا دیں گے، اور کوشش کریں گے کہ واپس فریال کے پاس بھی پہنچا دیں۔ مجھے ابھی جانا ہے۔ اللہ کی امان میں۔''

وہ انھیں سرنگوں کے اس جال میں تنہا چھوڑ کے سنتِ ابراہیمی پوری کرتے ہوئے موٹر سائیکل اڑاتے ہوئے چلا گیا۔ اور وہ دونوں وہیں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھتے چلے گئے۔ دونوں اپنی فکر کی بجائے قاسم کی اور مجاہدین کی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ وہ اس معرکے میں فتح کی اور مجاہدین کی زندگی کی دعائیں کر رہے تھے۔

انھیں وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ان کے کانوں نے بھنبھناہٹ سی سنی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ لوگ آہستہ آہستہ باتیں کرتے اس طرف آ رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں کہیں سے چند سایے سے نمودار ہوئے۔ آنے والے سر سے پاؤں تک کالے لباس اور کالے ماسک میں تھے۔ سرنگ کے ملگجے سے اندھیرے میں انھیں دیکھ کر خوف اور رعب بیک وقت طاری ہو جاتا تھا۔

''آئیں ہمارے ساتھ۔'' ان میں سے ایک نے کہا۔

حلیمہ نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا۔

''کیا آپ خاتون ہیں؟'' حلیمہ کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔

''جی بالکل، ہم لوگ بھی اپنے خاوندوں اور بھائیوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہیں، آیئے۔'' وہ لوگ آگے آگے چلنے لگے مگر حلیمہ کے لیے ان کا ساتھ دینا مشکل تھا۔

پھر ان میں سے ایک خاتون رکی، جھکی اور اچانک اس نے حلیمہ کو بانہوں میں اٹھا لیا۔

''ارے نہیں میں چل سکتی ہوں۔'' حلیمہ گھبرا سی گئی۔

''ہمیں جلدی پہنچنا ہے۔ ہمیں ان بسوں کے ساتھ جانا ہے جو یہاں سے کافر قیدیوں کو لے کر جا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ خواتین اور بچیاں ہیں۔ ہم ان کی بس میں مردوں کو نہیں بھیجیں گے کہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ ہمارے پاک باز مرد کیوں جائیں؟ بس آپ خاموش رہیں۔ ہم جلدی پہنچ جائیں گے۔''

مختلف راستے طے کرتے وہ ایک ایسے کھلے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے جہاں کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔

''اہلاً وسہلاً یا اختی حلیمہ، محمد!'' کہیں سے آواز ابھری۔

''آپ لوگ تھک گئے ہوں گے۔ یہاں آرام کریں۔ استاد خالد اپنے معرکے سے واپس آ کر آپ کو جنوبی غزہ ضرور لے کر جائیں گے۔ استاد ابوعبیدہ کا حکم ہے کہ آپ خالد کے آنے تک یہیں قیام کریں۔''

''یہ استاد خالد کون ہیں؟''

حلیمہ نے اسی خاتون سے پوچھا جو اس کو اس طرح بازوؤں میں اٹھا کر لائی تھی، گویا وہ کوئی ننھی بچی ہو۔

''یہاں ہم سب کے نام کچھ دنوں کے بعد بدل جاتے ہیں۔ ہم میں سے کسی کو بھی اس کے اصل نام سے نہیں پکارا جاتا۔ آپ کے بھائی ہی استاد خالد ہیں۔ وہ اتنے بہادر اور ذہین ہیں کہ ہر مشکل معرکے میں استاذ ابوعبیدہ انھی کو بھیجتے ہیں، اور وہ اللہ کی رحمت اور حکمت سے ہر جگہ فتح یاب بھی ہوتے ہیں۔ آپ آج کے معرکے کے لیے دعا کریں، ہم پھر حاضر ہوں گی۔'' ان کو وہاں تک لانے والی خواتین چلنے کے لیے تیار ہو گئیں۔

''ہم ان شاء اللہ تعالیٰ پھر دوبارہ ملیں گے۔ اور ہم آپ کو آج کے معرکے کی فتح کی مبارک باد بھی دیں گی۔''

وہ خواتین ایسے چہک رہی تھیں جیسے انھیں کوئی پریشانی کوئی خوف نہ ہو۔

کچھ دیر کے بعد جب حلیمہ اور محمد کی آنکھیں ارد گرد دیکھنے کے قابل ہوئیں تو انھیں ہال کے دوسرے کونے میں چند بیمار پڑے نظر آئے۔

جلد ہی ان کے سامنے چادر تان دی گئی۔ اسی ہال کے اندر ایک طرف وضو خانہ بنا ہوا تھا، مگر آج کل وضو کے لیے پانی میسر نہیں تھا۔ سب لوگ تیمم سے ہی کام چلا رہے تھے۔

حلیمہ اور محمد کافی دیر تک قاسم کی خیریت کی دعائیں کرتے رہے، پھر محمد اداسی سے بولا:

''لیلیٰ خالہ آپ آج چلی جائیں گی۔ پتا نہیں پھر ہم آپ کو دیکھ سکیں گے۔''

''شکر الحمدللہ کہ اس رب نے ہمیں آپس میں ملا دیا۔ خواہ چند گھنٹوں کے لیے ہی سہی۔ ویسے بھی امتحان گاہ میں محفلیں سجانے کی فرصت کہاں ہے۔ آخرت میں مل بیٹھیں گے ناں!''

حلیمہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

''مجھے توکل سے یوں لگ رہا ہے جیسے میں جنت میں پہنچ گئی ہوں۔ الحمدللہ میں نے تم سب کو دیکھ لیا، مل لیا، اب میں اپنے رب سے ملاقات کے لیے تیار ہوں۔ میں اس رب کریم سے راضی ہوں بس وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔''

مسکراتے مسکراتے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

وہ رک کر آنسو ضبط کی کوشش کرتی رہی پھر بولی تو آواز میں کامیابی کی سرشاری تھی:

''وہ ہر رات جو میں نے قید میں کاٹی، اس پر میں نے اپنے رب کو گواہ ٹھہرایا۔ میں اپنے

رب سے کہتی تھی کہ اگر آپ میرا امتحان لے رہے ہیں تو مجھے صبر اور شکر کرنے والی پائیں گے۔ کیونکہ مجھے آپ سے ملنا ہے، میری کامیابی کی خبر آپ مجھے دیں گے کہ میں اپنے عہد سے ایک انچ بھی نہیں ہٹی۔ وہ عہد جو میں نے قرآن مجید پڑھنے کے بعد آپ سے باندھا تھا کہ میں اِس دین کو پہلے اپنے اوپر، اپنے گھر کے اندر اور پھر پوری دنیا میں نافذ کرنے کی کوشش کروں گی۔''

وہ رکی اور پھر بولی:

''محمد! دنیا سے تو ہمیں کاٹ دیا گیا ہے مگر ہم نے اپنے اوپر تو اس دین کو نافذ کر کے ساری دنیا کو اس قید خانے سے ہی پیغام دے دیا ہے کہ وہ لوگ جو دنیا کی زندگی اپنی آخرت کے لیے اللہ کے ہاتھ فروخت کردیتے ہیں، ان پر جیسی بھی تکلیفیں آئیں وہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے چٹان بنے کھڑے رہتے ہیں۔ وہ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔''

اس نے تھک کر آنکھیں موند لیں۔

اس دن انھوں نے وہ سارا وقت اسی جگہ گزارا مگر شام ہوتے ہی وہ دو خواتین پھر آموجود ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں زخموں پر لگانے والی دوائی تھی۔

ان کو دیکھتے ہی حلیمہ بے قراری سے بولی:

''میرا بھائی کہاں ہے؟''

''حوصلہ رکھیں۔ آج کل جنگ بند ہے۔ وہ لڑنے نہیں بلکہ امیر اسامہ سے مشورے کے لیے طلب کیے گئے ہیں۔ اِن دو تین دنوں میں ہمیں کچھ ضروری کام نمٹانے ہیں۔ بس وہ فارغ ہوتے ہی آجائیں گے۔''

آنے والی ایک خاتون نے جواب دیا اور حلیمہ کے زخموں پر دوائی کے پھاہے رکھنے لگی۔ محمد دوسرے کونے میں زخمی مجاہدین کے پاس چلا گیا، جن کی خیریت وہ ہر تھوڑی دیر کے بعد پوچھتا رہتا تھا۔

حلیمہ کی ٹانگوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ پر بیٹھے بیٹھے مڑ سی گئی تھیں۔ انھوں نے اس کے پیروں کی مالش کی اور تھوڑی دیر ورزش کرواتی رہیں۔

اس رات عشا کی نماز کے بعد حلیمہ ایسی سوئی کہ فجر کے وقت ہی آنکھ کھل سکی۔

وہ دونوں وہاں قاسم کا انتظار کر رہے تھے۔ انھیں تاکید کی گئی تھی کہ اگر یہاں سے نہ ہلیں۔ وہ اِدھر اُدھر ہوئے تو گم ہو جائیں گے، پھر ان کا ملنا مشکل ہو جائے گا۔

محمد نے اگلا سارا دن مجاہدین کی تیمارداری میں گزارا۔ جنھیں بہت کم کھانا نصیب ہو رہا تھا البتہ پینے کا پانی فی الحال تھا۔ حلیمہ کے لیے اسی بڑے کمرے کے اندر چادریں لٹکا کے ایک چھوٹا کمرہ بنا دیا گیا تھا، جس میں وہ ورزش کرتی، ہڈیوں پر تیل کی مالش کرتی اور اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

اور وہ جنگ بندی کا آخری دن تھا جب قاسم جیسے موٹر سائیکل اڑاتا گیا تھا، ویسے ہی لوٹ آیا۔ پہلے وہ زخمی مجاہدین کے پاس ان کی خیریت پوچھنے گیا اور پھر وہ حلیمہ اور محمد کے پاس لوٹ آیا۔

ان سے علیک سلیک کے بعد وہ خوشی سے سرشار لہجے میں بولا:

''ہمارا زمینی دفاع بہت مضبوط اور اللہ رب العزت کی رحمت سے بہت مضبوط ہے۔ بس ہم فضائی حملوں سے اپنے لوگوں کو نہیں بچا سکتے مگر حلیمہ بہن! آپ شاید حیران ہوں کہ وہ ملک جو اسرائیل کے ساتھ تھے، ان میں بھی اسرائیل کے مظالم کے خلاف اتنے بڑے بڑے جلوس نکل رہے ہیں کہ جگہ تنگ پڑ جاتی ہے۔ لوگ مسلسل گرتی برف کے طوفانوں میں راتوں کو بھی شاہراہیں بند کیے فلسطین کے حق میں نعرے لگاتے رہتے ہیں۔ ان کے مقابل مسلم امہ کی اکثریت کی اخلاقی و روحانی موت واقع ہو چکی ہے۔ مسلمان اپنے لہو و لہب میں اس طرح مصروف ہیں کہ موت یاد ہی نہیں۔''

''اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگائے۔ اللہ انہیں اس قابل کرے کہ وہ یہ بات سمجھ لیں کہ یہ مصیبت ایک ایک کر کے ہر ملک پر ٹوٹے گی۔''

حلیمہ افسردگی سے بولی۔

''ہم ان شاء اللہ تعالیٰ کل صبح جنوبی غزہ اپنے گھر جائیں گے۔'' قاسم بولا۔ ''اگرچہ جنگ بندی صرف آج رات تک ہے مگر میں اپنی بہن حلیمہ اور بھانجے کو ضرور لے کر جاؤں گا...... ان شاء اللہ تعالیٰ!''

(جاری ہے)

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

تمام جِلدی بیماریوں کا مؤثر اور بے ضرر علاج

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

ایوارڈ زیافتہ' ممتاز معالج

اجمل زیدی کے صاحبزادے

اقدس زیدی

(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام

کراچی قیام	1مارچ تا 10مارچ، 1جولائی تا 10جولائی، 1نومبر تا 10نومبر فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نرسری بالمقابل K.F.C کراچی فون: 69-7012068(021) موبائل: 8566188(0300)	ملتان قیام	12مارچ تا 17مارچ، 12جولائی تا 17جولائی، 12نومبر تا 17نومبر ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان فون: 62-4518061(061) موبائل 8566188(0300)
لاہور قیام	11فروری تا 20فروری، 11جون تا 20جون، 11اکتوبر تا 20اکتوبر مدینہ ٹاور، آفس نمبر 512 پانچویں منزل، مسلم ٹاؤن موڑ، فیروز پور روڈ، بالمقابل جامعہ اشرفیہ لاہور 0300-8566188	اسلام آباد مستقل پتہ	25مارچ تا 25مئی، 25جولائی تا 25ستمبر، 25نومبر تا 25جنوری مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (سرپا چوک) اسلام آباد موبائل: 8566188(0300)

leucodermatreatment@outlook.com

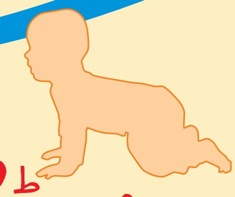

چھوٹے میاں ماشاء اللہ!

ڈاکٹر سارہ الیاس

کبھی ہم پڑھا کرتے تھے، بہت پڑھا کرتے تھے، اتنا کہ پڑھتے پڑھتے لکھنا شروع ہوگئے۔ اُس زمانے میں ہمارے قلم کے نیچے جو بکرے آتے تھے انھیں آپ جانتے ہی ہیں، فہد، مانو اور کبھی کبھی جسارت کرکے بڑے بھیا کا ذکر بھی کر ڈالتے۔

پھر ہوسٹل کو سدھارے تو کان اینٹھے جانے کا ڈر کچھ کم ہوا اور بھیا کا ذکر کچھ زیادہ۔

پڑھائی کا دور ختم ہوا تو ''قسائی'' کے عہدے پر فائز ہوئے اور نشتر کے نیچے بے چارے عوام آنے لگے۔

اس ظلم کو بپا کرتے وقت کی کمی کا شکار ہوکر ہم نے فکرِ سخن کو عالم خواب کے سپرد کیا اور چکی کی مشقت میں لگ گئے۔

چکی کو چلاتے چلاتے، وقت کا پہیہ بھی گھومتا رہا اور ہماری زندگی میں ایک اور ''کردار'' شامل ہوگیا۔ معاشرے کی مذہبی اور سماجی روایات کے عین مطابق ہم نے مشرقی خاتون ہونے کا ثبوت دیا اور اُس کردار پر قلم اٹھانے سے گریز کیا مگر پھر یہ ہوا کہ ایک عدد طٰہٰ میاں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حوالے کردیے کہ بی بی بہت فراغت ہے، لے اِس گُڈے کو پال پوس کے بڑا کر!

تو اس ذمے داری نے ایسا سیدھا کیا کہ مدت کی آرزو پوری ہوئی۔

اقبال عشق نے مرے سب بل دیے نکال
مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی

اور ایسا سیدھا ہوئے کہ

میر کے لکھنے پڑھنے کو اب کیا پوچھتے ہو اُن نے تو
کتاب پھاڑی، قلم توڑا کب کا ترک روزنامہ اسلام کیا

ہوتا یہ ہے کہ طٰہٰ میاں دیکھتے ہیں کہ اماں نے قلم تھاما اور لکھنے لگی ہیں تو بھاگے چلے آتے ہیں......''باپین......باپین......!''

وہ بال پین ان کے حوالے کرکے تکیے تلے چھپا دوسرا پین نکالا جاتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے ''دوباپین۔''

ایک کے بعد جتنے بال پین ہمارے ہاتھ میں آئیں سب ''دوباپین'' کہلاتے اور چھین لیے جاتے ہیں۔''

گوگل بھیا سے سہارا مانگا تو کہنے لگے (decoy) استعمال کریں۔

ہم نے ان کی کتابیں اور قلم ان کے حوالے کیے کہ جا بچہ! اپنا بستہ سنبھال مما اپنا سنبھالے مگر کہاں؟ وہ برخوردار اپنا اور مما دونوں کا بوجھ خود اٹھانا چاہتے ہیں۔

مما کے ہمراہ رہتے ہیں تو مما کا سایہ ہیں۔ باورچی خانہ ہے تو کاؤنٹر پر بیٹھے ہیں اور مما کے ہاتھ سے ''چھوئی''، چھین کر ''پیاج کا تنا'' چاہتے ہیں۔ ان کی مرغوب غذا، کچا لہسن اور کچا پیاز ہے، جسے کھا کر مما کو پیار کرنا اور منہ سونگھوانا بھی انتہائی ضروری ہے۔

آج کل ''امرود گاوا'' پہلے نمبر پر اور ''ماتنا اونج'' دوسرے نمبر پر ہیں۔ اماں کے منع کرنے پر ٹافی کو اس شجرِ ممنوعہ کا درجہ حاصل ہے جسے بار بار کھایا جاتا ہے۔ پسندیدہ کام جھاڑو لگانا اور آپا کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی ستھرائی کرنا اور اس بے چاری کا کام بڑھانا ہے۔

آج کل بولنا سیکھ رہے ہیں تو جو لفظ سنتے ہیں فوراً اسے بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے میں غصے پر قابو رکھا جاتا ہے اور کسی کو بھی جانور کا بچہ، پٹھا وغیرہ کہنے سے گریز کیا جاتا ہے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں ان کا ذخیرۂ الفاظ کافی ہے ماشاء اللہ! اور وجہ اماں کا ہر وقت بولنا اور بولتے چلے جانا ہے۔

پیاز، لہسن، آلو ٹوکری سے نکال کر پورے گھر میں پھیلا دیے جاتے ہیں۔ آپا نے جھاڑو لگائی اور بستر کے نیچے سے جگہ جگہ چبا ہوا گلا سڑا لہسن برآمد ہوا تو کالے جادو کا خدشہ ظاہر کیا، مگر پھر اس گورے جادو کو ایک پیاز چبا تا دیکھ کر خود ہی خاموش ہوگئی۔

آپا بے چاری کا آکر پہلا کام گھر میں گھوم پھر کر تنکے جمع کرنا اور گھونسلہ، میرا مطلب ہے جھاڑو بنانا ہوتا ہے۔

مما کی طرح انھیں بھی پرندے اور گلہریاں بہت پسند ہیں۔ اپنا کھانا بچا دیتے ہیں اور ان کے لیے رکھوا کر انتظار فرماتے ہیں کہ کب ان کی لالیاں، چڑیا، کوّے اور گلیاں (گلہریاں) تشریف لائیں۔ اپنی ایک نظم ''آئی دو کی لالی'' بنائی ہوئی ہے جسے گا کر لالیاں

اسلام اور مسلمان

علامہ اقبال

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہي نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھي، تو دل ہیں موت کي لذت سے بے خبر
کافر کي موت سے بھي لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کي موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کي
دنیا کو جس کے پنجہ خونیں سے ہو خطر
باطل کي فال و فر کي حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھي ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

☆☆☆

مرسلہ: ام ایمن۔ پاک پتن

بلانے کا چھومنتر کرتے رہتے ہیں۔

کچرے کی ٹوکری اپنے سر پر الٹنا بھی محبوب مشغلہ ہے اور باہر بڑی کچرے کی ٹوکری سے کچھ اٹھا کر کھانا نفس کو مار کر صوفی بننے کے مراحل میں سے ایک۔

اسپتال میں اماں کے ساتھ ہوتے ہیں تو صفائی والے عملے سے ''جھاڑو، وپیر، تپڑا'' مانگتے پائے جاتے ہیں۔ پانی فرش پر ڈال کر وائپر مانگا جاتا ہے اور درجہ چہارم کے عملے میں مشہور ہے کہ چھٹانک بھر کا لڑکا پورا گھر سنبھالتا ہے اور ظالم ماں پلنگ توڑتی ہے۔

اب کچھ کہانیاں کا کومیاں کی زبانی سن لیں، ہم ذرا افطار کا بندوبست کرلیں:

''کل کا سنیے، مما کو بڑا شوق ہے، سرکہ ''پالتی'' ہیں۔ سرکے میں الم غلم جڑی بوٹیاں مرچیں، لہسن وغیرہ ڈال کر اپنے خیال میں مزے دار سا محلول بناتی ہیں جسے سلاد، یخنیوں، سینڈوچ وغیرہ میں ڈال کر خود کو عظیم باورچن سمجھتی ہیں۔ ''ٹھنڈی ہوا والی الماری'' میں کب کا کھول لیتا ہوں۔ مما چالاک بنتی ہیں۔ نیچے والے خانوں سے انھوں نے سامان اٹھالیا۔ ہمارا بڑا دل مچلتا ہے مگر ترساتر سا کر کبھی کبھی ٹافی دے دی۔ جوس کی ایک چسکی ایسے جیسے حاتم طائی کی قبر پر لات ماری ہو۔ کالی بوتل ہمیں پسند ہے مگر وہ مہمانوں کے لیے رکھی رہتی ہے جو آنے کا نام نہیں لیتے۔ وہ آئیں تو ہمیں بھی نصیب کھلیں۔ خیر کل پیر اُچکا کر ہمارا ہاتھ اوپر والے خانے تک جا پہنچا۔ ایک فتح کی کلکاری ہمارے حلق سے برآمد ہوئی۔ مما باورچی خانے سے بھاگی آئیں کہ کیا ہوا۔

ہم میسنے بن کر آپا والی جھاڑو لگاتے رہے۔ مما نے ''فریج کو ہاتھ نہیں لگانا'' کا بوداسا حکم جاری کیا اور پکوڑے تلنے واپس چلی گئیں۔ ہم نے جلدی سے فریج کھولا۔ بڑی کوشش کی کہ کالا پانی ہاتھ آجائے مگر نہیں۔ باورچی خانے جا کر کفگیر اٹھا لائے، وہ مارا تو سرکے والے شیشے کی بوتل فریج ہی میں اوندھی ہوگئی۔ تیز بو پھیلی تو جلدی سے دروازہ بند کر کے آپا والی جھاڑو لگانے لگے۔

مما نے بعد میں فریج کھولا تو اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

ننا (نانی اماں) کو بعد میں کہہ رہی تھیں: ''اوپر سے ایسی پیاری شکلیں بناتا ہے کہ غصہ چھوڑ پیار کرنے کا دل کرتا ہے۔''

بابا نے بعد میں چھپ کر اس شریکے سرکے کو تباہ کرنے پر شاباش بھی دی اور گنڈیریاں کھلائیں۔

اور سناؤں؟ بور تو نہیں ہوگئے آپ؟

مما نے مزے دار چاکلیٹ فلیور والا آئرن رکھا ہوا ہے (شربتِ فولاد) وہ بھی ترساتر سا کر تھوڑا سا پلاتی ہیں۔ کل ہی ہم نے اس پر بھی شبِ خون مارا۔ مما وضو بنا رہی تھیں، ہم چپکے سے کمرے میں جا چھپے۔ میز پر چڑھے، آئرن اٹھایا، ڈبے سے نکالا، ڈھکن کھولا، کچھ پیا، پھر سوچا دیکھیں ڈبی الٹنے سے کیا ہوگا؟

مما جب کمرے میں آئیں تو ہم ڈبی سے آئرن ٹپکتا دیکھ رہے تھے۔ نیچے ہمارا میٹرس تھا جس پر کھلونے نائی نائی (نہا) کر کے خوش ہو رہے تھے مگر ظالم مما کو ہماری خوشی ایک آنکھ نہ بھائی۔ فوراً شیشی ہمارے ہاتھ سے کھینچ، ڈھکن لگا ڈبے میں ڈالی اور بولیں:

”طٰہٰ میاں! سارا آئرن گرادیا، اب کیا پیو گے؟“

”پناڈال!“ (پیناڈول)

ہم نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر جواب دیا تو غصہ کافور ہو گیا، لیکن ہنسی ضبط کر کے ہمیں عمل کا ردعمل سکھانے کو بولیں:

”سبز کپڑا لے آؤ۔“

واہ، مزے، ہم سبز کپڑا لے کر بھاگے اور پورے فرش پر آئرن کی مالش کرنے لگے۔

اور سناؤں؟ آپ کو نیند تو نہیں آ رہی؟ آ رہی ہے؟ آنکھ بند ہے تو بتائیں میں انگلی چبھاتا ہوں ساری نیند اڑ نہ گئی تو میرا نام بدل دینا۔

ایک دن مما نے مجھے نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنائے۔ ڈیوٹی پر جانا تھا بیبیز کے پاس۔ مجھ سے پوچھا بے بیز کیسے کرتے ہیں؟ میں نے بتایا اواں اواں اواں تو خوش ہو گئیں۔ پھر پیار کیا اور کمرے میں بٹھا کر خود بیگ بنانے لگیں۔ موقع دیکھ کر میں پھر غسل خانے جا گھسا۔ واہ، ٹب میں پانی اور مگ رکھا ہوا تھا۔ جب تک مما تیار ہوئیں میں پھر سے نہا یا دھو یا پانی میں شرابور کھڑا تھا۔ زیادہ سردی نہیں تھی بس ایک سوئیٹر ایک جرسی اور رومپر پانی سے بھر گیا تھا۔ جوتے اور لیگنگ مما نے ویسے ہی بدل دینا تھے، بس وہ اپنا سر پکڑنے والا پوز دینے کے بعد۔

مما لالیوں کا نمنا (کھانا) رکھتی ہے، کوئے اور چڑیاں بھی آ جاتی ہیں۔ دادا ابو کے گھر مرغا بھی ہے جسے میں کوکو لالا کہتا ہوں۔ وہ بہت مزے سے کھانا کھاتا ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس کی نقل کر کے کھاتا ہوں تو مجھے سب منع کیوں کرتے ہیں، اس سے کیوں نہیں کہتے انسان کی طرح کھاؤ؟

اچھا اب مجھے نیند آ رہی ہے جسے میں آلو کہتا ہوں۔ افطاری کا وقت بھی ہے۔ مما نے میز پر کھانا رکھا ہے۔ یہ کیا ہے؟ چھولے وا، آلووا، شربت وا اور یہ یہ کیا؟ لمبا سا؟ بابا کہہ رہے ہیں اسے رول کہتے ہیں۔

اچھا پھر ملیں گے، مما نامہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہوں گا۔ ابھی یہ رول مجھے اپنی طرف کھینچ رہا ہے، نم نم کرنچ کرنچ!

☆☆☆

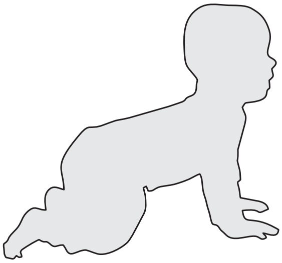

چیلنج مریض

شفایاب مریض ⁘ بے اولاد ⁘ بواسیر

چیلنج مریض

رشید احمد خان عمر 50 سال رحیم یار خان

مجھے بواسیر بادی، فشر تقریباً 7 سال سے تھی، مختلف حکماء، ڈاکٹروں سے علاج کرایا، وقتی فائدہ ہوتا مکمل فائدہ نہ ہوا، کچھ عرصہ بعد پھر تکلیف شدت اختیار کر جاتی، پھر علاج کراتا مگر فائدہ وقتی ہوتا۔ ایک دِن ”**خواتین کا اسلام**“ میں **حکیم قاری صاحب** کا اشتہار پڑھا، رابطہ کیا، لاہور میں ملاقات ہوئی، معاینہ کرایا، مجھے تسلی ہوئی، کچھ سوالات کیے، تسلی بخش جواب دیے، میں مطمئن ہوا، علاج شروع کر دیا، ایک ماہ کھانے کی دوائی سے 8 دِن میں مسے گر گئے، مکمل آرام 40 دِن میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ شکر ادا کیا، اس وقت بہترین زندگی گزار رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔

م،ص،ن عمر 22 سال فیصل آباد

مرض مرض ہوتی ہے چاہے کوئی بھی ہو، مگر بواسیر کی مرض سے اللہ کی پناہ!!! مجھے بواسیر خونی عرصہ 12 سال سے تھی، جب سے اس مرض کے بارے میں مکمل معلومات ہوئیں، اس کا علاج شروع کر دیا، مگر وقتی فائدہ ہوتا، مکمل آرام نہ آتا، گھریلو ٹوٹکے اور مختلف ادویات، مختلف حکماء ڈاکٹر حضرات سے علاج کرایا مگر فائدہ ندارد، آخر کار تنگ آ کر **حکیم قاری صاحب** سے رابطہ کیا، صورتِ حال سے آگاہ کیا اور وقت لیا، لاہور میں حاضر ہوئے، لیڈیز طبیبہ سے معاینہ کرایا، مرض کی کیفیت بہت ----- مگر **حکیم قاری صاحب** نے تسلی دی کہ ”اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔“ لیڈیز طبیبہ نے دوائی لگا دی، ایک ماہ کی دوائی بھی کھانے کی دی، پرہیز بہت سخت بتائی، تمام شرائط پر عمل کیا، مسے 10 دِن میں گر گئے، فشر 20 دِن میں ختم ہو گیا، تمام زخم 40 دِن میں مکمل بند ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت کرم کیا، اب میں تمام کام احسن طریقہ سے سرانجام دے رہی ہوں۔ **حکیم قاری صاحب** کے لیے خصوصی دعا کراتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی ہے۔

ان شاء اللہ

1965ء: سے خدمت انسانیت میں مصروف عمل

پاکستان میں واحد طریقہ علاج

بواسیر کے مایوس مریضوں کیلئے

چیلنج

صرف ایک بار دوا لگانے سے

بواسیر خونی و بادی

3 دن میں مکمل جڑ سے خاتمہ زندگی بھر نہ ہوگی ان شاء اللہ

ناسور فشر کا بغیر آپریشن علاج

علماء کرام، اساتذہ کرام طلباء اور غرباء کیلئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں ان تمام امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے

دوائے دماغ و محافظ قلب

دوائے شوگر علاج و تحفظ

موٹاپے کا مکمل خاتمہ

امراض کینسر منہ، ہونٹ، جلد

امراض جلد چنبل، خارش، داد

جوڑوں کا درد کمر کا درد، اعصابی درد

بالچر، بالوں کا گرنا بالوں کا لمبا کرنا

بانی حکیم قاری محمد اسحاق طاہری ایم اے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فون پر مشورہ کر کے دوائی بذریعہ V.P پارسل منگوائی جا سکتی ہے۔

بیٹا نعمت اولاد بیٹی رحمت

اولاد اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے

بے اولاد جوڑے قابل علاج

ہمارے طریقہ علاج سے کئی حضرات صاحب اولاد ہو چکے ہیں الحمد للہ

امراض معدہ و جگر

کالا، پیلا یرقان

ہیپا ٹائٹس بی، سی

کا شافی علاج ان شاء اللہ

العمار دار الشفاء

خاندانی معالج مولانا حکیم محمد ابوبکر صدیق ایم اے

0345-7244474

فاضل الطب والجراحت پاکستان

رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب اسلام آباد Q.H.42360.A

کراچی پیراڈائز بیکری گلشن اقبال بلاک 4.A

ملتان ہر ماہ کی 22,21 تاریخ

راولپنڈی ہر ماہ کی 24 تاریخ

لاہور ہر ماہ کی 23 تاریخ

Like Us On f Alammardarulshifa

محمد شاہد فاروق

دوراندیشی

ہمارے معاشرے میں جھوٹ اِس قدر عام ہو چکا ہے کہ اب اگر کوئی سچ بھی بولتا ہے تو اس پر جھوٹ کا گمان ہونے لگتا ہے اور دل میں خواہ مخواہ شکوک وشبہات پیدا ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

اگرچہ ہم بدگمانی کے قائل نہیں ہیں اور حتی الوسع خوش گمانی کا دامن تھامے رکھتے ہیں مگر اس وقت ہم اپنا گمانی مسلک تبدیل کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں جب کوئی شادی شدہ دوست یہ دعویٰ کرتا ہے کہ گھر میں بیوی کے مقابلے میں اُس کی چلتی ہے۔

زندگی میں حادثاتی طور پر کبھی ایسا ہو بھی سکتا ہے مگر ایسے حادثات کو سند کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے اگر معاشرتی تقاضے آڑے نہ آتے ہوں تو ایسا دعویٰ کرنے والے شخص سے معاملات کرنے میں احتیاط لازم کا درجہ رکھتی ہے۔

پاک امریکا تعلقات ہوں یا میاں بیوی کے باہمی تعلقات، ان میں اتنی گہری مماثلت پائی جاتی ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم سب چلتے پھرتے پاکستان ہیں اور ہر گھر میں ایک امریکا آباد ہے جسے ہمارے بڑوں نے کولمبس کی طرح ہمارے لیے دریافت کیا ہے۔

ہماری حقیقت پسندی کو بزدلی تصور نہ کیا جائے کیونکہ ہم ٹیپو سلطان شہید کے تاریخی قول ’’شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے‘‘ کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم میدانِ جنگ کی باتوں کو گھر کی چار دیواری میں لاکر گھر کو میدانِ جنگ بنانے کے حق میں نہیں ہیں، اِس لیے گھر میں ہم اس تاریخی قول کو آئینے کے عکس کی طرح دیکھتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ’’بچوں کو کھلاؤ سونے کا نوالہ دیکھو شیر کی نظر سے‘‘ جس نے بھی یہ بات کی ہوگی وہ یقینا دانا آدمی ہوگا اور اس نے یہ بات گھر میں بیوی کی موجودگی میں کی ہوگی۔ اس لیے اُس نے شیر کی آنکھ کو بچوں تک محدود رکھا، اس سے بڑھ کر اس کی دانائی کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ اس معاملے میں بیوی کو استثنادے کر جان کی امان پا گیا، ورنہ وہ ’شہید دانائی‘ کے رتبے پر فائز ہوجاتا۔

ہمارے خیال میں تو اُس دانا نے شیر کا بھرم قائم رہنے دیا، ورنہ شیرنی کے سامنے شیر کی بھی وہی حالت ہوتی ہے جو گھر میں کسی شوہر کی اپنی بیوی کے سامنے۔

آج کل کے شعرا جب بیوی کو موضوعِ سخن بناتے ہیں تو دل کڑھنے لگتا ہے علامہ اقبال کے قربان جایئے کہ اس حوالے سے ان کے ہاں حرفِ شکایت نہیں ملتا۔ حالانکہ وہ ’ازواجِ ثلاثہ‘ کے زیرِ تسلط رہے۔

آپ غور کیجیے کہ ’بچے کی دعا‘ تو ان کے لب پر دعا بن کر آ گئی مگر ’شوہر کی دعا‘ حلق سے زبان پر نہ آسکی۔

’گائے اور بکری‘ اور ’پہاڑ اور گلہری‘ کے آپس کے گلے شکوے منظرِ عام پر لاکر بے زبانوں کو زبان دے دی مگر ’شوہر اور بیوی‘ یعنی بکرا اور بکری اور گائے اور بیل کے قصیدے لبوں پر نہ آسکے۔

یہاں تک کہ خدا سے ’شکوہ‘ کر کے اک زمانے کو اپنے خلاف کر لیا مگر بیوی سے ’شکوہ‘ کے معاملے پر دل کی دل ہی میں لیے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اگر علامہ صاحب زوج کے بارے میں ’شکوہ‘ لکھتے تو ردِعمل میں ایک کی بجائے تین تین ’جوابِ شکوہ‘ منظر عام پر آتے اور ’جوابِ شکوہ‘ کئی کئی دیوانوں پر مشتمل ہوتا۔

’جاوید نامہ‘ لکھ کر نصیحتوں کے انبار لگا دیے مگر آخری دم تک اُن کے محبین ان کی طرف سے ’زوج نامہ‘ منظر عام پر آنے کے منتظر ہی رہے۔ یہ بات علامہ صاحب پر ہی موقوف نہیں بلکہ اس موضوع پر غالب، درد، حسرت اور میر وغیرہ سب اس راوی کی طرح ہیں جو چین ہی چین لکھتا ہے۔

اس حوالے سے اللہ پاک نے ان سب کو بڑا صابر وشاکر بنایا تھا ورنہ شاعر تو ذرا سی بات کا فسانہ بنانے کا ہنر جانتے ہی ہیں۔

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ عام طور پر گھروں میں ناچاقی کی جو خبریں منظر عام پر آتی ہیں ان میں شوہر حضرات کی عدم برداشت کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ شوہر حضرات کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے ساتھ ساتھ سر بھی عطا کیا ہے، بس اسے ’ہاں‘ میں ہلانا سیکھ لیں۔

ہمارے ایک دوست جو نئے نئے شادی شدہ ہوئے تھے، ایک دن گردن اکڑا کر بولے کہ ’’میں کسی سے نہیں ڈرتا۔‘‘

پھر یکدم انھیں خیال آیا کہ اب وہ شادی شدہ ہوگئے ہیں تو انھوں نے بلاتردد اپنے بیان سے رجوع کرلیا۔

بیوی ہو یا بجلی، جب بھی کڑکے، فوراً سچے دل سے توبہ کر کے عافیت کی دعا مانگنی چاہیے کہ دونوں کی کڑک دل ہلا دینے والی ہوتی ہے۔ ☆☆☆

اقوال زریں

۱۔ بے اعتبار فقط وہ نہیں جو امانت میں خیانت کرے، بلکہ وہ بھی ہے جو کسی کی بات کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرے۔

۲۔ مصیبتیں ہمیں ایذا پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ بیدار کرنے کے لیے آتی ہیں۔

۳۔ قیامت کے دن یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا پڑھا بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کیا؟

۴۔ پڑوسی کا فقط یہ حق نہیں کہ اس کو ستایا نہ جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ اس کی تکلیف برداشت کی جائے۔

۵۔ غم اور غصہ اتنا نہیں کرو جو آپ کو کھا جائے بلکہ اتنا کرو کہ آپ اس کو کھا سکو۔

۶۔ عورتوں کے پردے کے مخالفوں سے بحث نہ کرو، بلکہ ان کی اس غیر فطری بے حسی پر اظہارِ ماتم کے طور پر ’’اناللہ وانا الیہ راجعون‘‘ پڑھ کر خاموش ہوجاؤ۔

۷۔ زندہ فقط وہ نہیں جس کے جسم میں جان ہے بلکہ وہ بھی ہے جس نے دوسروں کے لیے جان دی۔

۸۔ گناہ اس لیے نقصان دہ نہیں کہ اس کی ممانعت کی گئی ہے بلکہ ممانعت ہی اس لیے کی گئی ہے کہ یہ نقصان دہ ہے۔

انتخاب: زوجہ عبدالوحید۔ گمبٹ

"حق"

عشرت جہاں

"مکرم کی یہ شرارت تمام شرارتوں پر بھاری ہے، آنے دو آج اسے اچھا سبق سکھاتی ہوں۔"

رافعہ دل ہی دل میں غصے سے کھولتی مصروف رہنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن بوکھلاہٹ میں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہ رہی تھی اور کیا کر رہی تھی۔

پتیلی کا ڈھکن ہٹا کر غیر ارادی طور پر اس نے سنک میں ڈال دیا۔ دوسرے چولھے پر چائے کا پانی کھول رہا تھا۔ اس نے چینی کا ڈبہ نکالا اور چائے میں چینی ڈالتے ڈالتے وہ چونکی۔

"چینی اتنی باریک کیوں ہے؟"

پھر نظروں کے سامنے سے دھواں ہٹا تو وہ چمچ بھر نمک چائے میں ڈالنے سے رکی۔

"اُف سب الٹا سیدھا ہو رہا ہے، کیا کروں؟"

اس نے پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"اگر آپا آ گئیں تو پھر؟...... پھر کیا ہوگا؟ ہنگامہ...... اف نہیں، ایسا کرتی ہوں کہ امی کی طرف چلی جاتی ہوں۔"

اس نے راہِ فرار سوچی۔

"مگر کل ہی تو آئی ہوں، اور آپا بے نقط سنائیں گی۔"

وہ سوچتی رہی۔

"اللہ جی اس بار بچا لیجیے، آئندہ کبھی آپا کی برائی نہیں کروں گی بلکہ کسی کی بھی نہیں کروں گی، پیارے اللہ جی بس ایک بار......!" وہ گڑگڑا کر دعا کر رہی تھی۔

"آگ لگے اس موبائل کو...... فتنہ کہیں کا...... اور یہ مکرم آفت کا پرکالا......! ہائے اللہ! آپا نے نجانے کیا کیا سنا ہوگا" وہ اسی ادھیڑ بن میں تھی کہ ارما بھابی چلی آئیں۔

"ہائے اللہ! اب کیا کریں ارما بھابی......!؟"

وہ فوراً بولی۔

"خود تو پریشان ہو ہی مجھے بھی دہلائے رہی ہو، کچھ نہیں ہوگا، اللہ کرم کرے گا۔" انھوں نے تسلی دی۔

"فوزیہ آپا ہمارے بارے میں نجانے کیا کیا سوچ رہی ہوں گی؟"

رافعہ نے ہاتھ ملے۔

"سوچنے دو جو سوچتی ہوں ہمیں کیا؟ تمھیں تو عادت ہے ہر چیز کو سر پر سوار کرنے کی، خواہ مخواہ ہلکان ہو رہی ہو۔"

انھوں نے بے نیازی دکھائی۔

"جب سر پر پڑے گی تو بھگت لیں گے۔"

"بے خبری میں نجانے ہم نے کیا کیا بول دیا۔"

"کچھ غلط بھی نہیں کہا تھا۔"

"میرا دل تو چاہ رہا ہے کہ اس وقت میرے پاس سلیمانی ٹوپی ہو تو اسے پہن کر کہیں غائب ہو جاؤں۔"

اس کی سوئی ایک ہی بات پر اٹکی ہوئی تھی۔

"تم انتظار کرو میں لے آتی ہوں سلیمان کی ٹوپی۔"

کہتے ہوئے ارما بھابی باورچی خانے سے نکل گئیں۔

"لو بھلا یہ وقت ہے مذاق کا۔"

ان کا مذاق جب اسے سمجھ میں آیا تو وہ بڑبڑا کر رہ گئی۔

☆......☆

دو چار دن بخیریت گزر گئے۔ گھر میں کسی ہلچل کا کوئی ظہور نہ ہوا۔ اس لیے وہ دونوں بھی مطمئن سی ہو گئیں لیکن دل میں چور ضرور تھا۔ روزے خیریت سے گزرتے رہے۔

انھوں نے ساس امی کے کہنے پر فوزیہ آپا اور ان کے میاں، بچوں کی عیدی بھی تیار کی لیکن اب تک انھوں نے گھر کا کوئی چکر نہ لگایا تھا۔ یہ بات اُن کے شبہات کو مزید تقویت دے رہی تھی کہ انھوں نے سب سن لیا ہے۔

دراصل ہوا یوں تھا کہ اس دن دونوں بھاوجوں نے اکلوتی نند سے سلام دعا کے بعد موبائل مکرم کو پکڑا دیا تھا اور مکرم نے چالاکی یہ کی کہ کال منقطع کیے بغیر موبائل وہیں چھوڑ دیا تھا اور فون بند کر کے دونوں نے مل کر آپا کے بُرے لتے لیے تھے۔

☆......☆

انتیسویں روزے کو شوال کا چاند نظر آ گیا۔

خوشی تو سب کو بہت تھی لیکن خواتین کے بہت سے کام رکے پڑے تھے۔ اس لیے وہ ان کاموں کو نمٹانے میں جٹ گئیں۔ اور پھر اس دن غیر متوقع طور پر فوزیہ آپا اپنی نند مریم کے ساتھ چلی آئیں۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ بغیر اطلاع کے چلی آئی تھیں اور اس بار خالی ہاتھ بھی نہ تھیں بلکہ سامان سے لدی پھندی آئی تھیں۔

رافعہ نے تو انھیں دیکھا اور اس کی سانس رک گئی کہ چاند رات کو ہنگامہ!

"آپا! مارکیٹ سے آ رہی ہیں؟"

ارما بھابی نے سوال کیا۔

"ارے نہیں بھئی عید کی خریداری تو میں کر چکی تھی، یہ سب تحائف اپنی بھابیوں اور بچوں کے لیے لائی ہوں۔"

انھوں نے اطمینان سے جواب دیا۔

"تت تحائف! ہمارے لیے......؟" رافعہ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں، کیوں کیا میں تم لوگوں کو تحائف نہیں دے سکتی؟"

آپا نے ابرو چڑھائے۔

"کیوں...... کیوں نہیں...... بالکل دے سکتی ہیں۔"

ارما بھابی ہکلا گئیں۔

"مگر ضرورت نہیں تھی، آپ نے بلاوجہ زحمت کی۔"

"تمھاری بھاوجیں ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں کیا ضرورت تھی ان تحائف کی۔" امی بھی بول پڑیں۔

"تمھارا حق لینے کا ہے دینے کا نہیں، آخر تم اس گھر کی بیٹی ہو وہ بھی اکلوتی۔" ان کے لہجے میں پیار ہی پیار تھا۔

"نہیں میری پیاری امی! بیٹیوں کا حق لینے کا ہی نہیں دینے کا بھی ہونا چاہیے۔ اب تک میں اسی غلط فہمی میں رہی کہ میرا حق اس گھر سے لینے کا ہے کسی کو دینے کا نہیں، جبکہ رشتوں میں مٹھاس لین دین سے ہی برقرار رہتی ہے۔ یوں بھی ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینے سے محبتیں بڑھتی ہیں۔ یک طرفہ معاملے سے محبتیں گھٹتی ہیں، اور پھر......"

وہ کہتے کہتے رکیں اور اپنی نند کی طرف محبت پاش نگاہوں سے دیکھا۔

"اور پھر آپ کو خوشی نہیں ہوگی کہ میری پیاری نندیں بھی اس بات پر ہمیشہ دل سے عمل پیرا رہی ہیں۔"

وہ بول رہی تھیں اور رافعہ اور ارما بھابی نظریں چراتیں باورچی خانے کی طرف چل دیں تاکہ ان کی خاطر داری کا کچھ انتظام کر سکیں۔

انھیں اپنی غیبت اور بدگمانی پر شدید شرمندگی ہو رہی تھی اور جس طرح فوزیہ آپا نے کچھ بھی جتائے بغیر اپنی اصلاح کی تھی، اس چیز نے اُن کا دل بھی جیت لیا تھا۔

واقعی ان پر فوزیہ آپا کی اخلاقی برتری ثابت ہو گئی تھی۔

رفعت سعدی
ڈیرہ غازی خان

مدعا وفا کیا ہے!

فلسطین! درد پیہم کی سرزمین، امت کے قلب میں لگا گہرا گھاؤ، جہاں سے بہتی ہوئی جوئے خوں نے زندہ ضمیروں کے دلوں کو دلدل کر دیا ہے۔ جہاں معرکۂ حق و باطل کو بپا ہوئے چار ماہ سے زائد گزر چکے۔ جہاں سے اٹھتے معصوموں کے جنازے آفاق کی آنکھوں کو لہو رنگ کیے دے رہے ہیں۔ جہاں مغضوب، متعصب، غاصب، قابض قوم اپنی بدبختی پر مہر لگاتے ہوئے جبر و استبداد کی نئی مثالیں قائم کر رہی ہے۔ جہاں اقصیٰ کے محافظ صیہونیت کے تکبر کو خاک میں ملاتے ہوئے عزم و استقلال کی چٹانیں بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے کشادہ سینے آہن و آتش کی اس بارش میں جبر کا ہر وار سہہ رہے ہیں۔

مقدس سرزمین کے باسی قدس سے وفاداری نبھاتے ہوئے گھر بار، جان و مال لٹا کر رفح کے میدان میں خیموں کا شہر بسائے بیٹھے ہیں اور دنیا خاموش تماشائی بن کر سانس روکے دَم سادھے ظالم کے ظلم اور مظلوم کی قوتِ برداشت کو دیکھ رہی ہے۔ بے تیغ سپاہیوں کا سجایا ہوا یہ میدان، جہاں بھر کے لیے آئینہ گاہ بن چکا ہے۔ ایک ایسا آئینہ جس میں اشرف المخلوقات کہلانے والا ہر ذی روح اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ وہ بھی جو خود کو انسانی حقوق کا علم بردار کہتے ہیں۔ وہ بھی جو امن و سلامتی کے ایوارڈ بانٹتے پھرتے ہیں۔ وہ بھی جو دنیا کو تہذیب کا درس دیتے ہیں۔

اس آئینے نے ان کے چہروں سے نقاب اتار دیا ہے۔ انسانیت برہنہ ہو چکی ہے۔ سینوں کے راز کھل کر اسکرینوں پہ آ چکے۔ کوئی پردہ باقی نہیں رہا۔ ہر شخص، ہر قوم، ہر ملک، ہر جماعت کا انسانیت کے اس عظیم سانحے پر ردعمل اس کے مقام کا تعین کر چکا۔ کون کتنا مہذب ہے کتنا بدتہذیب!؟ کون کتنا باضمیر ہے اور کون اپنے مردہ ضمیر کا لاشہ پشت پر لادے ہوئے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے؟

چشم تصور سے دیکھیے تو یہ دنیا کا میدانِ حشر ہے، جس میں مختلف انسانوں کے گروہ بن چکے ہیں۔ اس میدان میں ایک گروہ ان فرعونوں کا ہے جو صیہونی بھیڑیے کی پشت تھپکتے ہوئے اس کی امداد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے چہروں پر شقاوت و بدبختی کی ازلی سیاہی مل جا چکی ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صاحب اختیار ہوتے ہوئے بھی گونگا شیطان بنا کھڑا ہے کہ بہنے والا لہو مسلم کا ہے۔

ایک صف عالم اسلام کے اقتدار کے سنگھاسنوں پہ بیٹھے بے ضمیر مردوں کی ہے جو کلمہ گو کہلاتے ہیں۔ اِن سانس لیتے مردوں نے اقتدار و اختیار کے ہوتے ہوئے بھی قدس کے محافظوں کو اکیلا چھوڑ دیا۔ ایک قطار میں وہ باضمیر انسانیت کھڑی ہے جو اس آسمان کا کلیجہ شق کر دینے والے مظالم پر سراپا احتجاج ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایک طرف ہم جیسے نوحہ گر ہیں جو ضمیر کی خلش سے پریشان ہو کر لمحہ بھر کو اُدھر متوجہ ہوتے ہیں چند آنسو بہاتے ہیں اور پھر اپنے روزمرہ میں گم ہو جاتے ہیں۔

ایک طرف وہ مسعود وجود اور سعید روحیں ہیں جو اقصیٰ کی حرمت پر کٹ کر شہادتوں کے تمغے سینوں پہ سجائے اپنے رب کی طرف پرواز کیے جا رہے ہیں، اور دوسری جانب ہم ہیں کہ دنیائے مردار سے چمٹے ہوئے انھیں پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

ہمارے آنسو اس بہتے ہوئے خون کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہم مر چکے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو اپنا راحت و آرام تج کر کے اٹھتے اور اِن مقتدر لاشوں کی آرام گاہوں کے دروازے پیٹ ڈالتے، در و دیوار ہلا دیتے کہ یا تو اُن میں زندگی کی رمق پیدا ہو جاتی اور وہ اٹھ کھڑے ہوتے، یا پھر انھیں دفنا کر ان کے تعفن سے نجات حاصل کر لی جاتی مگر نہیں......! یہ جراتِ قلندرانہ ہمارے اندر نہیں!

اے قدس کے جری جوانو! تمھاری جرات و عظمت کو سلام!

تم نے میدانِ عمل سجا کر امت مسلمہ کے مردہ ضمیر کو جگانے کی کوشش کی۔ بڑھ بڑھ کر صیہونیت سے گلے ملتے ہاتھوں کو روکا۔ اقوام عالم کو یہود کا اصلی مکروہ چہرہ دکھایا۔ اس عمل میں گھر بار لٹائے، بچے کٹوائے۔ اقصیٰ کا تحفظ صرف تمھاری ذمے داری تو نہ تھی مگر تم نے وفاؤں کی انتہا کر دی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ساری مسلم امہ تمھاری پشت پہ کھڑی ہو جاتی مگر تمھیں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ تمھاری صدائیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ کسی نے تمھیں لبیک نہیں کہا، کوئی تمھاری مدد کو نہیں اٹھا۔ تمھاری آس کے جگنو مرجھا گئے، تمھاری امیدیں دم توڑ گئیں۔ قدس سب کا تھا مگر پہرے داری تمھارے ذمے ڈال کر باقی سب فانی حقیر گھٹیا دنیا کی چند روزہ

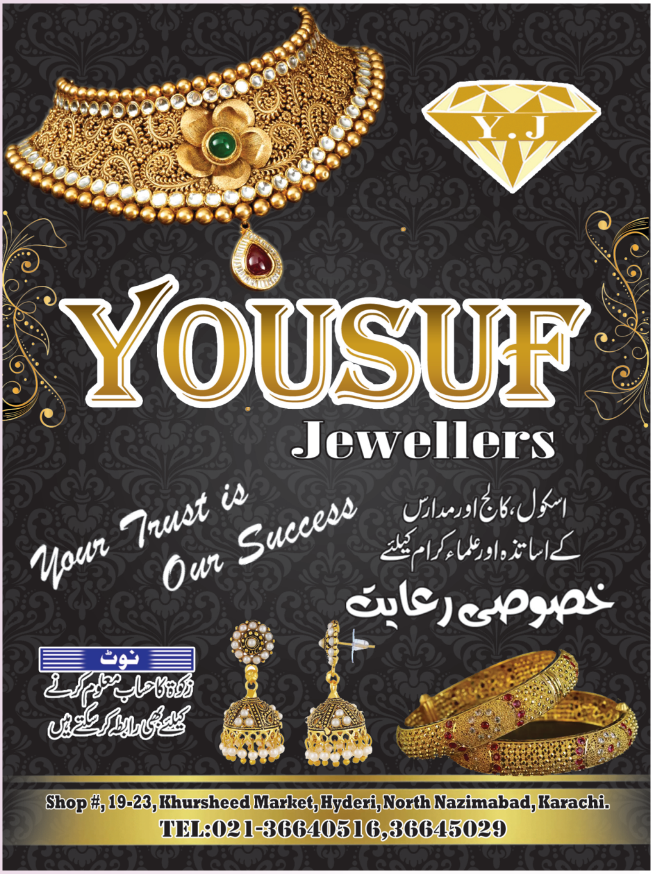

راحتوں کے حصول میں مگن ہوکر تمھاری طرف سے پیٹھ پھیر بیٹھے، اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

تم نے گھر گنوائے، معصوم بچوں کے لاشے اٹھائے اور دنیا نے صرف اظہار افسوس کیا۔

اے اہل فلسطین! اے اہل قدس! تمھاری روشن پیشانیوں میں ستارے چمکتے ہیں۔ تم جو دلوں میں قران سجائے بے شکن پیشانیوں سے قربانیاں پیش کررہے ہو، حقیقت میں تمھی انبیاء کی سرزمین کے وارث ہو!

اے آتش دنیا سے گزر کر ہمیشہ کی راحت پانے والو!

تم نے اپنے رب سے منافع بخش سودے کرلیے۔ تم نے جان و مال عزت کی قربانیاں دے کر جنت الفردوس میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں، حضرت آسیہ کے آس پاس، حضرت سمیہ کے قریب، حضرت خبیب کے جوار میں حضرت بلال حبشی وحمزہ اور حضرات حسنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے گھروں کے نزدیک اپنے گھر بنا لیے۔ حشر کے کرب ناک دن کے لیے عرش کے سائے میں جگہیں تلاش کرلیں۔ اپنے معصوموں کے کھلے زخموں، اور تڑپتے جسموں کے جگر پاش تجربوں سے گزر کر قیامت کے تپتے سورج سے پناہ حاصل کرلی۔

اے کامیاب لوگو! تمھیں مبارک ہو۔ تم جیسا کوئی نہیں نکلا۔ تمھارے جیسا جذبہ جہاد، دولت ایمان، اور صبر و تقویٰ کے خزانے کسی کے پاس نہیں۔ گھر چھننے پر صبر کرتے ہو۔ بچوں کے شہید ہوجانے پر تم الحمدللہ کہتے ہو!

اے خیموں کے شہر میں بھوک پیاس، اور موسموں کی شدت برداشت کرکے شعبِ ابی طالب کے عظیم محصورین کے نقش قدم پر چلنے والو!

ساری دنیا تہی داماں ہے مگر تم نہیں! تم نے آخرت کے خزانوں سے جھولیاں بھرلیں، اور فانی دنیا کی خواہشات کو دامن سے جھٹک دیا۔ تم جیسا کوئی نہیں! اے روشن چہرے والو! رب کریم تمھیں تمھاری وفاؤں کا صلہ دے۔ تمھیں شہادتیں مبارک ہوں اور باقی بے ضمیر دنیا کو اپنی گھٹیا خواہشات اور دنیائے مردار سے چمٹے رہنے پر حقیر زندگی مبارک ہو۔

یہاں کچھ بھی اچھا نہیں!

اب کوئی شے مرے دل کو بھاتی نہیں
چلتی بس کے مسافر نے اٹھ کر کہا:
”ریڈیو، نہ سویرے کے اخبار ہی
نہ پہاڑی پہ قلعے کو جاتی ڈگر
دل یہ کرتا ہے رو دوں ابھی پھوٹ کر“
بس ڈرائیور مڑا
کچھ ڈپٹ کر کہا:
”اگلے اسٹاپ تک چپکے بیٹھے رہو
نیچے اترو، سہولت سے، جیسے، جہاں
جتنا چاہا ہوا کیلے میں روتے رہو!“
ایک خاتون بولی:
”اے موٹر نشیں!
میں بھی تیری طرح خود سے بیزار ہوں
مجھ کو سناٹا بھاتا ہے نہ ہاؤ ہو
لے کے بیٹے کو کل میں دکھانے گئی
واسطے اپنی تربت کے دو گز زمیں
اس کو اچھی لگی، وہ وہیں سو گیا
مڑ کے دیکھا
نہ مجھ کو وداع ہی کیا!“

طالبِ علم بولا:
”مرے سامعیں!
جی مرا بھی کسی شے میں لگتا نہیں
میں جہان خرابات کی کھوج میں
ایک مدت سے دن رات مامور ہوں
رائگانی کے احساس سے چور ہوں
حاصل فن یہاں کچھ نکلتا نہیں
کوئی پتھر بھی سانچے میں ڈھلتا نہیں!“
ایک فوجی نے اٹھ کر کہا:
”میں بھی ہوں
میں بھی ہوں دوستو!
آپ ہی کی طرح
بے دلی، بے حسی، ماندگی سے بھرا
دیو پیکر عدو، ویریوں میں گھرا
گاہے ان کے تعاقب میں چلتا ہوا
گاہے آگے بڑھا، گاہے پیچھے ہٹا!“
سن کے یہ سب ڈرائیور کا پارہ چڑھا:
”یہ مسافت کا دن بیت جانے کو ہے
سب مسافر اترنے کو تیار ہوں
آخری ’بس کا اسٹاپ‘ آنے کو ہے!“
چیخ اٹھے سب مسافر:
”لتاڑو نہیں
ہم کو موٹر سے بھائی
اتارو نہیں
ہم کو مرغوب ہے سفر نامختتم!“
رہ گیا میں؟
تو میں نے کہا:
”محترم!
روکو بس اور مجھ کو اتارو یہیں
دل مرا بھی کسی شے میں لگتا نہیں
پر مجھے دل کو اور آزمانا نہیں
مجھ کو اسٹاپ سے آگے جانا نہیں!“

☆☆☆

شاعر: محمود درویش
اُردو قالب: نجمہ ثاقب

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

☆ 'حصارمت توڑ' پردے کی اہمیت بیان کرتی بہترین تحریر تھی۔ 'ٹھیس نہ لگ جائے' عامرہ باجی اپنا مخصوص انداز اپنائے بہت کچھ سمجھا جاتی ہیں۔ صبیحہ عماد نے تو جب جب لکھا بہت بہت اچھا لکھا۔ ان کی پچھلی تحریروں میں ''اچھا اچھا سوچیں'' نے میری منفی سوچوں کو ہی بدل دیا تو ''بڑے بول'' زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ دے رہی ہے۔ ''بخار کی کہانی'' بھی بہت عمدہ تھی تو اب ''خوشبو جیسے لوگ ملے افسانے میں'' کیا شاندار عنوان ہے۔ 'اپنی ذات کے لیے' اور 'میرا ہاتھ ہے کسی کے ہاتھ میں' دونوں ہی بہت اچھی لگیں۔ 'بوجھ' بیٹیوں کی محبت قدر بڑھانے والی بہترین تحریر تھی۔ 'بانٹ لیجیے' بہت عمدہ اللہ پاک یقین کی مضبوطی عطا فرمائیں۔ 'حاضری' اللہ کے گھر کی حاضری اس مقدس جگہ کو دیکھنے کی تڑپ میں لکھی ہوئی بے مثال تحریر، اللہ کسی کو محروم نہ کرے۔ جبیں چیمہ کی کہانی مکمل ہوئی۔ شکر اور صبر کا بہترین درس، رزق حلال کی طرف رہنمائی، اولاد کی اچھی تربیت اور اس کا بہترین صلہ بیان کرتی عمدہ تحریر تھی۔ 'محاسبہ' ام محمد سلمان نے کمال کر دیا اللہ پاک اچھے اعمال کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

(بنت نجم الدین۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

ج: صبیحہ عماد بہن واقعتاً بہت اچھا لکھتی ہیں بس ایک مسئلہ ہے کہ کم کم لکھتی ہیں۔ شاید لکھنے کے لیے بخار کا انتظار کرتی ہیں!

☆ شمارہ ۱۰۷۲ کے آئینہ گفتار میں 'نعمتوں والوں سے حسد' ہمارے دل کی آواز ہے۔ کسی کو بھی بددعا دینے سے پہلے یہ بات ضرور سوچ لینی چاہیے کہ ہر کوئی اپنے حصے کی 'آزمائش' کاٹ رہا ہے۔ 'زیتون اور کیکٹس' کی کہانی، موجودہ حالات پر سو فیصد فٹ بیٹھتی ہے۔ 'بھنور' اداسی کی گہری گھٹائیں لیے، صبر وتحمل کا تقاضا کرتی تحریر۔ راہیں جنتوں کی کب بھلا آسان ہوتی ہیں! 'اپنوں سے ملتے رہیے' وقت اور وسائل کو 'اپنے وقت' پر اپنوں کے نام کرنا سکھاتی سبق آموز تحریر۔ 'مگر وہ تو بھائی ہے ناں!...... بالکل درست۔ 'تم سے کیا کہیں جاناں!' کا اختتام کچھ خاص نہیں رہا۔ 'بزم خواتین' میں گیارہ خطوط مختلف شہروں سے حق نمائندگی ادا کر رہے تھے۔ شمارہ 1073 کے 'آئینہ گفتار' کا عنوان دیکھا تو چونک سے گئے۔ اللہ باجی مرحومہ کی کامل مغفرت فرمائیں، آمین۔ 'آخر حل کیا ہے' مرد کی انا اور ضد سے پریشان دانیہ صاحبہ اور دوسری جانب صبر وسکون کی تلقین کرتی رفعت صاحبہ، بالآخر رفعت صاحبہ نے اللہ جی کو اپنا 'وکیل' قرار دے کر تحریر کو خوب صورت موڑ دے دیا۔ 'اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا' شاندار ناول چل رہا ہے۔ خون آشام بلا کے ہاتھوں درد سہتے مظلوم فلسطینی، آہ وہاں تو ہر محلہ، گلی ہی مقتل خانہ بنا ہوا ہے۔ 'اسے کہنا دسمبر لوٹ آیا ہے' پڑھ کر تھوڑی دیر تو گم صم سے رہے۔ 'عرب کا بہادر بیٹا' شجاعت کی تصویر! ویسے آج کل عرب ممالک کی غیرت کا جنازہ تو واقعی نکل چکا۔ 'کس حد تک' مشہور زمانہ اعتراض پر وزن رکھتی دلیل۔ 'بزم خواتین' میں حفصہ کائنات بہنا کی درخواست دعا پڑھی۔ اللہ جی آپ کے ماموں اور نانی جان کی قبور کو روشن ومنور کر دیں، نیز محترم حافظ عالمگیر صاحب کے لیے دعا گو ہیں کہ جلد عافیت سے رہا ہوں آپ اور اپنوں کے سنگ اچھے دن گزاریں، آمین!

(اقرا آفرید۔ پنڈی گھیب، اٹک)

ج: آمین ثم آمین۔

☆ شمارہ ۱۰۷۲ کے سرورق پر درختوں کی قطاریں خوب صورت منظر پیش کر رہی تھی۔ 'آئینہ گفتار' نعمتوں والوں سے حسد' مدیر چاچو آپ نے بالکل ٹھیک موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ ہم سب کو اپنے حال پر شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ 'زیتون اور کیکٹس کی کہانی' نایاب حسن کی زبردست تحریر 'بھنور' ام محمد سلمان کی قابل تعریف تحریر۔ 'جو چاہو خلق میں محبوب ہو تم' اثر جون پوری اور 'شراب کہن پھر پلا ساقیا' علامہ اقبالؒ بہت اچھی نظمیں لگی۔ 'حیوانی نظام' مسز غوثیہ جمیل نے ایک تلخ حقیقت بیان کی۔ 'اپنے پیاروں سے ملتے رہیے' فلزا وسیم نے اہم بات کی طرف رہنمائی کی۔ 'مگر وہ تو بھائی ہے ناں' بنت نجم الدین' مثبت رخ' ع بنت مسعود احمد دونوں مختصر تحریروں میں بڑا سبق موجود تھا۔ 'تم سے کیا کہیں جاناں' قانتہ رابعہ کی چار قسطوں پر مشتمل بہت شاندار کہانی تھی۔ 'بزمِ خواتین' ۱۱ تبصروں کے ساتھ خوب سجی ہوئی تھی۔

(حیا احمد۔ کراچی)

ج: اور آج ہی آپ کے ایک ساتھ گیارہ تبصرے پیٹ میں سمائے موٹا سا لفافہ مل گیا ہے!

☆ شمارہ ۱۰۷۵ میں محترمہ اہلیہ راشد اقبال کو دیکھ کر دلی خوشی ہوئی۔ 'بنجر دل' تحریر حقیقت کے قریب، اداس کرنے والی تحریر تھی۔ محترمہ عفت مظہر صاحبہ نے 'ون ڈش' لکھ کر اسراف سے بچنے کی ترغیب دی۔ 'اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا' محترمہ جبیں چیمہ کا قلم اللہ پاک رواں رکھے، دل کے قریب محسوس ہوتی ہے یہ تحریر! اللہ پاک اہل غزہ کی مدد ونصرت فرمائے۔ بزم میں محترمہ ام انابیہ نے ہمارا ذکر کیا۔ دل بے حد خوش ہوا۔ اللہ پاک انھیں دونوں جہانوں میں خوش رکھے آمین۔ شمارہ ۱۰۷۶ میں اپنا خط دیکھ کر خوشی ہوئی۔ 'سچی بات کا نتیجہ' پڑھ کر دیر تک مسکراتے رہے۔ ام محمد سلمان کی تحریر 'کوئی تو سمجھے' سے میں مکمل اتفاق کرتی ہوں کہ 'کوئی مرد تو سمجھے' تعریف کا ایک بول یا احساس کا ایک بول عورت کی تمام تھکن اتارنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اگرچہ ابھی ہم نے سسرال میں قدم نہیں رکھا مگر پھر بھی اپنے میکے میں بھی چاہت ہوتی ہے کہ کوئی ہمارا احساس کرے جبکہ یہ ہمارا اماں باوا کا گھر ہے اور سسرال تو بالکل ایک الگ جگہ ہوتی ہے جہاں دل لگانے کے لیے بھی پورا ایک سال چاہیے۔ وہاں تو زوج کو چاہیے کہ شروع سے ہی احساس محبت کا رویہ رکھے۔

(بنت البحر۔ ٹنڈو آدم)

ج: بے شک نئی دلھن کو شاباش اور حوصلہ افزائی کی جتنی ضرورت ہوتی ہے، شاید ہی کسی کو ہوتی ہوگی۔

☆ القرآن الحدیث پڑھ کر بخل سے پناہ مانگی اور درود شریف پڑھا۔ آئینہ گفتار پڑھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی آپ کو اسی سال حج پر بلائیں۔ پگڈنڈی پڑھ کر باجی ریحانہ تبسم فاضلی کے لیے دعائے صحت کی۔ میرے ابو جی کے ساتھ بھی یہی ہوا شوگر نے گردوں پر اثر کیا۔ اب ڈائیلائسز ہوتے ہیں۔ دعا کیجیے گا جیسے پہلے چلتے تھے ویسے ہی چلنے لگیں، آمین 'اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا' آپی جبیں چیمہ اپنی تحریر کے ساتھ ہمیں بہائے لیے چلی جاتی ہیں، آگے جاری ہے دیکھ کر اسٹاپ لگتا ہے۔ دل غم سے بھر جاتا ہے اور بے ساختہ اہل غزہ کے لیے دعائیں دل سے نکلتی ہیں۔ ہم یہی تو کر سکتے ہیں۔

(امیمہ اکبر۔ کبیر والا)

ج: بلاشبہ خواتین یہی کر سکتی ہیں۔ ان کے لیے دعا اور زبان وقلم سے غافل بہن بھائیوں کو جگاتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین!

☆ خواتین کا دینی' سلسلہ بہت اچھا ہے۔ گھروں میں بیٹھے بٹھائے ہماری بچیاں اس سے فیض یاب ہوتی رہتی ہیں۔ 'آئینہ گفتار' پڑھتے ہی ہماری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ آپ کی باتیں مجھے دسمبر ۲۰۱۷ کی یادیں دلا رہی تھی۔ جب ہم کو بھی آپ جیسی سعادت ملی (طواف کعبہ کی) میں اور میری بیٹی منیبہ جاوید خلوصِ دل سے آپ کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

(حاجی جاوید اقبال ساقی۔ چک احمد آباد، تحصیل 18 ہزاری، جھنگ)

ج: آپ کی دعاؤں کا بہتر بدل اللہ تعالیٰ عطا کریں، آمین!

☆☆☆

Haft Roza "Khawateen Ka Islam" Regd.No:MC1437

اعلانِ داخلہ

1445-46

2024-25

جامعہ شاہ ولی اللہ

گوجرانوالہ

شاخ جامعۃ الرشید

حفظ القرآن + سکول

ابتدائیہ	3rd class + ناظرہ + قاعدہ
پہلا سال	4rd class + پارہ 1 تا 7 حفظ
دوسرا سال	5th class + پارہ 8 تا 22
تیسرا سال	6th class پارہ 23 تا 30 گردان

درس نظامی + کالج و یونیورسٹی

اولی	+	9th(Science)
ثانیہ	+	10th(Science)
ثالثہ	+	I.com Part I
رابعہ	+	I.com Part II
خامسہ	+	F.A Part I
سادسہ	+	F.A Part II
	+	ADA Part I
	+	ADA Part II

حفاظ ایجوکیشن سسٹم

پہلا سال	7thClass + عربی لینگویج
دوسرا سال	8thClass + انگلش لینگویج
تیسرا سال	9th(Science) + اولی (صرف)
چوتھا سال	10th(Science) + اولی (نحو)

شاہ ولی اللہ سائنس اسکول

6th to 9th Class(Science)

داخلے جاری ہیں

دفتری اوقات ———— 8 تا 12 بجے

برائے رابطہ مین جی ٹی روڈ اٹاوہ گوجرانوالہ

0300 7493390 0345 2187427

shoaibcheemamuhammad@gmail.com

داخلے کی عمومی شرائط

- کسی بھی درجے میں داخلے کے لیے داخلہ امتحان پاس کرنا ضروری ہوگا
- امیدوار اپنے والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی، ب فارم یا اپنا شناختی کارڈ اور سابقہ تعلیمی ریکارڈ (سرٹیفکیٹ یا اسناد) اور چار عدد پاسپورٹ سائز تصاویر ہمراہ لائیں